نوحہ

ہائے او میرے مظلوم بابا مر جائے گی اب تیری سکینہؑ
کیسے سوؤں سینے پہ تیرے رن میں ہوا ہے پامال سینہ

کر رہی تھی فریاد رو کر شمرِ لعیں کے کھا کے طمانچے
کاش اب تو کرب و بلا سے پہنچا دے کوئی مجھ کو مدینہ

رن میں کیسا یہ شور وغُل ہے تشنہ لب کا سر کٹ رہا ہے
در پہ خیمے کے منتظر ہے بابا تری یہ بے کس حزینہ

دیر سے گر آیا کوئی گھر وہ آئے گا پھر میت پہ میری
آ بھی جا اب رن سے پلٹ کر مشکل ہوا ہے اب میرا جینا

کیا خبر تھی پامال ہوں گے اور تشنگی سے بے حال ہوں گے
کیسے بھولوں گی میرے بابا تشنہ لبی میں اشکوں کا پینا

کون دے گا ہم کو تسلی دے گا دلاسہ اب کون ہم کو
گِھر گیا ہے طوفانِ غم میں اے میرے بابا میرا سفینہ

میزبانی کرتے ہیں ظالم ظلم وستم سے اور درد وغم سے
کیسے بھولیں گے ہم یہاں کی مہماں نوازی کا یہ قرینہ

142

شامِ غم میں جب تھک کے دکھیا پامال لاشے پر سو گئی تھی
ماں کے لب پر تھا یہی نوحہ ہائے سکینہؑ ہائے سکینہؑ

خون رویا بیمار بھائی تڑپی دکھوں سے غم کی ستائی
شمر نے جب بازارِ غم میں میری پھوپھی کی چادر کو چھینا

ظالموں کے کھا کر طمانچے دکھیا لحد میں کہتی ہو شاید
قبر میں یوں سوئی ہوں بابا شاید یہاں پر مارے کوئی نہ

ایک ننھی تربت بنا کر رو کر ظفرؔ یہ سجادؑ بولے
قبر کو ہی اے شاہزادی اب تم سمجھنا بابا کا سینہ